۱۸

اعتبار

پنڈت سدرشن

پہلی بات

خلیفہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک شخص قتل کے جرم میں گرفتار ہوا۔ جب اسے آپؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔ خلیفہ نے اسے سزائے موت دی، مجرم نے وہ سزا قبول کرلی مگر اس نے حضرت عمرؓ سے تین دن کی مہلت مانگی۔ اس کے باپ نے مرتے وقت کچھ سونا اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے مجرم کے سپرد کیا تھا جسے وہ لوٹانا چاہتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے مجرم سے ضامن مانگا تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس کی ضمانت قبول کرلی۔ تیسرے دن شام ہونے تک اگر مجرم لوٹ کر نہ آتا تو اس کی جگہ ابوذر غفاریؓ کو موت کی سزا ہوجاتی۔ تیسرے دن لوگ مجرم کا انتظار کرنے لگے۔ جب شام تک بھی وہ لوٹ کر نہیں آیا تو لوگوں کی بے چینی بڑھنے لگی کہ شاید ابوذر غفاری کو سزا ہوجائے مگر وہ شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا آ پہنچا۔ اس نے خلیفہ سے اپنا انصاف پورا کرنے کی درخواست کی۔ مجرم کے قول کا پاس رکھنے سے سارے لوگ خوش ہوگئے اور مدعی نے اسے معاف کردیا۔ اس طرح وعدہ نبھانے کی وجہ سے اس شخص کی جان بچ گئی اور حضرت عمرؓ کا انصاف بھی پورا ہوا۔

ذیل کی کہانی بھی اسی موضوع سے متعلق ہے۔

جان پہچان

اس کہانی کے مصنف پنڈت سدرشن شرما کا اصل نام پنڈت بدری ناتھ شرما ہے۔ وہ ۱۸۹۶ء میں سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے کامیاب افسانہ نگاروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے افسانوں میں سماج کے متوسط طبقے کے لوگوں کی زندگی کو پیش کیا گیا ہے۔ آسان زبان ان کے افسانوں کی خاص خوبی ہے۔ ان کی اہم تصانیف 'چندن'، 'بہارستان'، 'محبت کا انتقام'، 'سدا بہار پھول' وغیرہ ہیں۔ پنڈت سدرشن کا انتقال ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۷ء کو دہلی میں ہوا۔

ماں کو اپنے بیٹے اور کسان کو اپنے لہلہاتے کھیت دیکھ کر جو خوشی ہوتی ہے، وہی خوشی بابا بھارتی کو اپنا گھوڑا دیکھ کر ہوتی تھی۔ گھوڑا بہت خوب صورت تھا۔ اس کے جوڑ کا گھوڑا سارے علاقے میں نہ تھا۔ بابا بھارتی اسے سلطان کہہ کر پکارتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے مالش کرتے، خود دانہ کھلاتے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ انھوں نے روپیہ، مال، اسباب اور زمین وغیرہ سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ یہاں تک کہ انھیں شہری زندگی سے بھی نفرت ہوگئی تھی۔ اب گاؤں سے باہر وہ ایک چھوٹے سے مندر میں رہتے اور پوجا کرتے تھے۔

"میں سلطان کے بغیر نہیں رہ سکوں گا" انھیں وہم سا ہوگیا تھا۔

وہ اس کی چال پر فدا تھے۔ کہتے، "ایسا چلتا ہے جیسے مور گھٹا کو دیکھ کر ناچ رہا ہو۔" جب تک شام کے وقت سلطان پر سوار ہوکر آٹھ دس میل کا چکر نہ لگا لیتے، اُنھیں چین نہ آتا۔

کھڑگ سنگھ اس علاقے کا مشہور ڈاکو تھا۔ لوگ اس کا نام سن کر کانپتے تھے۔ سلطان کی تعریف اُس کے کانوں تک پہنچی۔ اس کا دل سلطان کو دیکھنے کے لیے بے چین ہوگیا۔ ایک دن وہ دوپہر کے وقت بابا بھارتی کے پاس پہنچا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔

بابا بھارتی نے پوچھا، "کھڑگ سنگھ، کیا حال ہے؟"

کھڑگ سنگھ نے سر جھکا کر جواب دیا، "آپ کی دعا سے اچھا ہوں۔"

"کہو، اِدھر کیسے آئے؟"

"سلطان کی چاہ کھینچ لائی۔ بہت دنوں سے تمنّا تھی، آج حاضر ہو سکا ہوں۔"

بابا بھارتی اور کھڑگ سنگھ اصطبل میں پہنچے۔ بابا نے گھوڑا دِکھایا گھمنڈ سے۔ کھڑگ سنگھ نے گھوڑا دیکھا حیرت سے۔ اس نے سیکڑوں گھوڑے دیکھے تھے لیکن ایسا بانکا گھوڑا اس کی نظر سے کبھی نہ گزرا تھا۔ سوچنے لگا، "قسمت کی بات ہے۔ ایسا گھوڑا کھڑگ سنگھ کے پاس ہونا چاہیے تھا۔ اس سادھو کو ایسی چیزوں سے کیا فائدہ؟"

وہ بے صبری سے بولا، "لیکن اس کی چال نہ دیکھی تو کیا؟"

بابا گھوڑے کو کھول کر باہر لے آئے۔ اس کی چال دیکھ کر کھڑگ سنگھ کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ وہ ڈاکو تھا اور جو چیز اسے پسند آ جائے اس پر وہ اپنا حق سمجھتا تھا۔ جاتے جاتے اس نے کہا، "بابا جی، میں یہ گھوڑا آپ کے پاس نہ رہنے دوں گا۔"

بابا بھارتی ڈر گئے۔ انھیں رات کو نیند نہ آتی تھی۔ ساری رات اصطبل کی رکھوالی میں کٹنے لگی۔ کھڑگ سنگھ کا خوف ہر وقت ان کے دل میں سمایا رہتا۔ کئی ہفتے گزر گئے اور وہ نہ آیا۔ یہاں تک کہ بابا بھارتی کسی حد تک بے پروا ہو گئے۔

ایک دن شام کا وقت تھا۔ بابا بھارتی سلطان کی پشت پر سوار ہو کر سیر کرنے جا رہے تھے۔ اچانک ایک طرف سے آواز آئی، "او بابا، اس غریب کی سنتے جانا۔" آواز میں درد تھا۔ بابا نے گھوڑا روک لیا۔ دیکھا، ایک اپاہج درخت کے سائے میں بیٹھا کراہ رہا ہے۔ بولے، "کیوں، تمھیں کیا دُکھ ہے؟"

اپاہج نے ہاتھ جوڑ کر کہا، "بابا، مجھ پر رحم کرو۔ میرا گاؤں یہاں سے تین میل دور ہے۔ مجھے وہاں جانا ہے، گھوڑے پر چڑھا لو۔ خدا تمھارا بھلا کرے گا۔"

"وہاں تمھارا کون ہے؟"

"درگا دت وید کا نام سنا ہوگا، میں اُن کا سوتیلا بھائی ہوں۔"

بابا بھارتی نے گھوڑے سے اُتر کر اپاہج کو گھوڑے پر سوار کیا اور خود اس کی لگام پکڑ کر دھیرے دھیرے چلنے لگے۔

اچانک انھیں ایک جھٹکا سا لگا اور لگام ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اُنھوں نے دیکھا کہ اپاہج گھوڑے کی پشت پر تن کر بیٹھا ہے اور گھوڑے کو دوڑائے لیے جا رہا ہے۔ ان کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ یہ اپاہج، ڈاکو کھڑگ سنگھ تھا۔

بابا بھارتی کچھ دیر تک چپ رہے اور اس کے بعد کچھ فیصلہ کر کے پوری طاقت سے چیخ کر بولے، "ٹھہر جاؤ۔"

کھڑگ سنگھ ٹھہر گیا۔ بابا نے کہا، "یہ گھوڑا تمھارا ہو چکا۔ میں تم سے اسے واپس کرنے کے لیے نہ کہوں گا لیکن کھڑگ سنگھ! ایک التجا کرتا ہوں۔ اسے ٹھکرا نہ دینا ورنہ

میرا دِل ٹوٹ جائے گا۔"

"بابا جی حکم دیجیے۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ صرف یہ گھوڑا نہ دوں گا۔"

"اب گھوڑے کا نام نہ لو۔ میں تم سے اس کے بارے میں کچھ نہ کہوں گا۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس واقعے کا کہیں ذکر نہ کرنا۔"

کھڑگ سنگھ کا منہ حیرت سے کُھلا رہ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس گھوڑے کو لے کر یہاں سے بھاگنا پڑے گا لیکن بابا بھارتی نے خود ہی اس سے کہا، "اس واقعے کو کسی سے بیان نہ کرنا۔" اس کا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟ کھڑگ سنگھ نے بہت سوچا، بہت سر مارا لیکن کچھ نہ سمجھ سکا۔ ہار کر اس نے اپنی آنکھیں بابا بھارتی کے چہرے پر گاڑیں اور پوچھا، "بابا جی! اس بات کو بتانے میں آپ کو کیا ڈر ہے؟" یہ سن کر بابا بھارتی نے جواب دیا "لوگوں کو اگر اس واقعے کا علم ہوگیا تو وہ کسی غریب اپاہج پر بھروسا نہ کریں گے۔" یہ کہہ کر انھوں نے سلطان کی طرف سے اس طرح منہ پھیر لیا جیسے اُن کا اس سے کبھی کوئی تعلّق ہی نہ رہا ہو۔

بابا بھارتی چلے گئے لیکن ان کے الفاظ کھڑگ سنگھ کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ سوچتا تھا، "کیسا نیک خیال ہے۔ کتنا پاک جذبہ ہے! انھیں اس گھوڑے سے محبّت تھی۔ اس کی رکھوالی میں وہ کئی رات سوئے نہیں لیکن آج اُن کے چہرے پر رنج و غم کا نشان تک نہیں تھا۔ انھیں صرف یہ خیال تھا کہ کہیں لوگ غریبوں پر بھروسا کرنا نہ چھوڑ دیں۔ ایسا انسان انسان نہیں، فرشتہ ہے۔"

اسی رات کھڑگ سنگھ بابا بھارتی کے مندر میں پہنچا۔ آسمان میں تارے ٹمٹما رہے تھے۔ مندر کے اندر گہرا سکوت تھا۔ کھڑگ سنگھ سلطان کی لگام پکڑے ہوئے تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اصطبل کے پھاٹک پر پہنچا۔ پھاٹک کھلا پڑا تھا۔ کبھی بابا بھارتی لاٹھی لے کر خود پہرہ دیتے تھے لیکن آج کسی چوری، کسی ڈاکے کا خوف نہ تھا۔ کھڑگ سنگھ نے آگے بڑھ کر سلطان کو اس کی جگہ باندھ دیا اور باہر نکل کر آہستہ سے پھاٹک بند کر دیا۔

صبح سویرے بابا بھارتی نے اپنی کٹیا سے باہر نکل کر ٹھنڈے پانی سے غسل کیا۔ اس کے بعد اس طرح جیسے کوئی خواب میں چل رہا ہو، ان کے پاؤں اصطبل کی طرف بڑھے لیکن پھاٹک پر پہنچ کر ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ رک گئے۔

گھوڑے نے اپنے آقا کے پاؤں کی چاپ پہچان لی اور زور سے ہنہنایا۔ اب بابا بھارتی حیرت اور خوشی سے دوڑتے ہوئے اندر گھُسے اور اپنے پیارے گھوڑے کے گلے سے لپٹ کر اس طرح رونے لگے جیسے کوئی باپ بہت دن کے بچھڑے ہوئے بیٹے سے مل رہا ہو۔ بار بار اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے، اس کے منہ پر تھپکیاں دیتے اور کہتے، "اب کوئی غریبوں کی مدد سے منہ نہ موڑے گا۔"

معنی و اشارات

اعتبار	بھروسا	سینے پر سانپ لوٹنا	جلنا، حسد کرنا
وہم ہونا	گمان ہونا، شک ہونا	اپاہج	معذور
فدا ہونا	نثار ہونا، قربان ہونا	دل ٹوٹنا	دکھ ہونا، تکلیف ہونا
چاہ	محبت، چاہت	سر مارنا	بہت غور و فکر کرنا، سوچنا
اصطبل	گھوڑے باندھنے کی جگہ	سکوت	خاموشی

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ مصنف کی پیدائش کس سن میں ہوئی ؟
۲۔ پنڈت سدرشن نے اپنے افسانوں میں کن لوگوں کی زندگی کو پیش کیا ہے؟
۳۔ بابا بھارتی گھوڑے کو کس نام سے پکارتے تھے؟
۴۔ بابا بھارتی کے گھوڑے میں کیا خوبی تھی؟
۵۔ بابا بھارتی اپنے گھوڑے کی خدمت کس طرح کرتے تھے؟
۶۔ بابا بھارتی شہر چھوڑ کر کہاں رہنے لگے؟
۷۔ بابا بھارتی کو کیا وہم ہو گیا تھا؟
۸۔ کھڑگ سنگھ بابا بھارتی کے مندر میں کیوں آیا تھا؟
۹۔ بابا بھارتی نے اپاہج کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
۱۰۔ اپاہج کے بھیس میں کون تھا؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ بابا بھارتی نے کھڑگ سنگھ سے یہ کیوں کہا کہ ”اس واقعے کو کسی سے بیان نہ کرنا۔“
۲۔ کھڑگ سنگھ کا منہ حیرت سے کیوں کھلا رہ گیا؟
۳۔ بابا بھارتی کے برتاؤ کا کھڑگ سنگھ پر کیا اثر ہوا؟

وجہ بتائیے :

۱۔ بابا بھارتی کی ساری رات اصطبل کی رکھوالی میں کٹنے لگی۔
۲۔ کھڑگ سنگھ نے سلطان کو اس کی جگہ باندھ دیا۔

تفصیل سے جواب لکھیے :

۱۔ کھڑگ سنگھ نے بابا بھارتی سے سلطان کو کس طرح حاصل کیا؟

۲۔ بابا بھارتی کے جانے کے بعد کھڑگ سنگھ ان کے بارے میں کیا سوچتا رہا؟

۳۔ گھوڑا واپس ملنے پر بابا بھارتی نے اپنی خوشی کا اظہار کس طرح کیا؟

سبق سے اپنی پسند کے پانچ جملے منتخب کر کے لکھیے۔

تلاش و جستجو

ان محاوروں کے معنی لغت سے دیکھ کر لکھیے :

خیالی گھوڑے دوڑانا، گھوڑے بیچ کر سونا، گدھے گھوڑے برابر ہونا، گھوڑی چڑھنا، گھوڑے کو ایڑ لگانا

آیئے، زبان سیکھیں

ضمیرِ اضافی :

- ان جملوں کو غور سے پڑھیے :

۱۔ حضرت عمرؓ کو اپنی رعایا کی خیر خیریت کی بہت فکر رہا کرتی تھی۔

۲۔ اسی روشنی میں ہم اپنے روزانہ کے کام کرتے ہیں۔

۳۔ اس نے اپنا سارا زیور اُتار کر ان کی جھولی میں ڈال دیا۔

پہلے جملے میں لفظ 'اپنی' جمع غائب کے لیے استعمال ہوا ہے۔ (بجائے 'ان کی')

دوسرے جملے میں لفظ 'اپنے' جمع متکلم کے لیے استعمال ہوا ہے۔ (بجائے 'ہمارے')

تیسرے جملے میں لفظ 'اپنا' واحد غائب کے لیے استعمال ہوا ہے۔ (بجائے 'اس کا')

اوپر کے تینوں جملوں میں الفاظ 'اپنی'، 'اپنے'، 'اپنا' ضمیرِ اضافی کہلاتے ہیں۔

- ضمیرِ اضافی کا درست استعمال کر کے جملوں کو دوبارہ لکھیے :

۱۔ ملک کے عوام ان کے علاقوں سے ان کے نمائندے منتخب کرتے ہیں۔

۲۔ ان کی صلاحیتوں کو کام میں لا کر ذاکر صاحب نے مسلمانوں کے اس تعلیمی ادارے کو خوب ترقی دی۔

۳۔ ذاکر صاحب نے ان کی بیگم صاحبہ سے کہا۔

۴۔ اسے اس کے کام میں مزہ آنا چاہیے۔

۵۔ اس نے نہرو جی سے اس کا قصور دریافت کیا۔